Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 15th Feb, 2025 | Accepted: 11th June, 2025 | Available Online: 30th June, 2025
Digital Object Identifier: 10.52015/daryaft.v17i01.416

عصریت اور ناول: ناول کی تنقید کا ایک نیا زاویہ

Contemporaneity and the Novel: Toward a New Critical Perspective

DR. KAMRAN ABBAS KAZMI
Assistant Professor, Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.
(kamran.abbas@iiu.edu.pk)

ABSTRACT This article presents contemporaneity as a fundamental critical concept in the critique of the novel. A novel, in its structure, encompasses all aspects of life, such as social, political, economic, and cultural issues, and through it, highlights human psychology and collective consciousness. The novelist, by delving deep into history, politics, and social issues, not only portrays life but also gives it new meaning. Contemporaneity is a modern perspective in novel criticism, through which the novel is evaluated in the context of its time and social environment. This makes it easier to understand the creation of the novel and the critical elements within it. Instead of relying on theoretical concepts, contemporaneity allows for the examination of the novel within its natural context, considering details such as characters, environment, and social influences. In this way, contemporaneity presents the entire process of novel creation in a new light and paves the way for criticism free from theoretical constraints.

Keywords Contemporaneity, Novel, Criticism, Social environment, History.

ناول اپنی ساخت میں ایسا طویل قصہ ہے جو اپنے موضوع کی مناسبت سے عہد کے تمام رجحانات، مسائل بلکہ عصری تنوعات اور ماضی کے اثرات و مستقبل کے امکانات کو اپنے اندر سمولیتا ہے۔ ناول کی تہوں میں لپٹی ہوئی موجود صداقت قلب انسانی کو مائل بہ فکر کرتی ہے اور موجود رویوں میں ناول تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ گویا ناول زندگی کی کئی ابعاد پر محیط ہوتا ہے۔ ناول کسی مخصوص عہد کو بھی موضوع بنا سکتا ہے اور اس میں ایک سے زائد عصر بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز احمد خان، نے ناول کی جہات اور جہان دگر کی دریافت کو یوں سراہا ہے:

> "اس (ناول) میں ایک سے زیادہ عہد بھی ہو سکتے ہیں، خاص طور پر جو ناول نگار تاریخ کی سیاسی، سماجی، معاشرتی، معاشی، تہذیبی اور تمدنی کروٹوں کا احاطہ کرتے ہیں وہ ایک طویل عرصے کی حقیقی انسانی نفسیات اور اجتماعی شعور و لاشعور کے حوالے سے پڑھنے والوں کو تحیر میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ چوں کہ ناول کا فکری کینوس وسیع و عریض ہوتا ہے اس لیے اس میں زندگی کے بڑے بڑے مسائل جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔"(۱)

عالمی ادب کے منظر نامے میں ناول بطور صنف ادب قبولیت اور مقبولیت کا معیار قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ناول زندگی

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

کی تمام ابعاد کو محیط ہے گویا ناول اپنے اندر زیست کے تمام امکانات سموئے رکھتا ہے، وہ امکانات بھی جو بظاہر نظر آرہے ہوتے ہیں اور وہ امکانات بھی جو ابھی مخفی ہوتے ہیں۔ ادبیات اردو اور اصناف ادب کی جانچ پرکھ کے لیے کسی نہ کسی نظریے یا مخصوص فکر کی بندش لازم کر دی گئی ہے۔ کیا اصناف ادب کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کا پرچار یا پروپیگنڈہ کرے؟ ممکن ہے ایسی اصناف ادب جو زندگی کے تحرک میں سے کسی ایک پہلو یا زاویہ کو مرکز نگاہ بنا رہی ہوں، کوئی مخصوص مقصد اپنے اندر رکھتی ہوں، ان کی جانچ کے لیے تو کسی مخصوص فکری زاویے کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسی اصناف جو زندگی کو بطور مجموعی موضوع بنا رہی ہوں کیا ان کے لیے لازم ٹھہرتا ہے کہ وہ کسی خاص نظریے کی عکاس ہو کر رہ جائیں؟ اگر کوئی صنف ادب کسی خاص نظریے کی ترویج تک محدود ہو جائے گی تو عین ممکن ہے کہ اس کی ادبیت مجروح ہو جائے۔ مثلاً غزل کا کوئی شعر یا افسانہ چونکہ زندگی کی گوناگوں تہہ داری اور کلیت میں سے محض ایک زاویے کو موضوع بناتے ہیں اس لیے وہ زاویہ نظر کسی مخصوص فکر سے مملو یا نظریے کا حامل ہو سکتا ہے۔ گو کہ معنی کی تکثیریت اس شعر یا افسانے میں تہہ داری پیدا کیے رکھتی ہے پھر بھی مثلاً فیض کو پڑھتے ہوئے یہ احساس موجود رہے گا کہ ان کا شعر ترقی پسند افکار کے زیر اثر ہے۔ منٹو کے افسانے تلخ سماجی حقیقتوں کے اظہار کے حوالے سے ترقی پسندانہ خیالات کے حامل سمجھے جائیں گے لیکن ناول زندگی کی ہمہ گیریت کو موضوع بناتا ہے یا اسے بنانا چاہیے اور وہ انسانی زندگی یا قاری جو زندگی بتا رہا ہے اس زندگی کی کلیت پر اثر انداز ہوتا ہے اس لیے ناول کے لیے بھی کیا ضروری ہو گا کہ وہ کسی مخصوص فکر کا آئینہ دار ہو؟ ناول کے پھیلاؤ پر بات کرتے ہوئے قمر جمیل لکھتے ہیں:

> "اچھا ناول ہمیں حیرت میں ڈال دیتا ہے اور اس حیرت سے ہمیں ایک مسرت بھی حاصل ہوتی ہے اور یہی نہیں، ناول سے ہمیں زندگی کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ ہم ناول پڑھنے کے بعد زندگی اور اس کے مسئلوں کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے لگتے ہیں۔"[۲]

درج بالا اقتباس میں مصنف نے ناول کی اہمیت ہی نہیں اس کے مصنف کو بھی نمایاں کیا ہے۔ یعنی محض زندگی کو سمجھنا ہی نہیں بلکہ بسر کی جانے والی حقیقی زندگی کو نئے زاویہ نگاہ سے دیکھنا بھی ناول کے لیے لازم ہے۔ ناول میں زندگی کی اقدار کسی نہ کسی صورت جنم لیتی ہیں اور وقوعے کو ارتقا کی طرف لے جاتے ہوئے اپنی تفہیم بھی کراتی ہیں۔ ظاہراً یہ سارا عمل فن کار کے تخلیقی عمل کا بھی محتاج ہوتا ہے۔ یہاں فن کار کے تخلیقی شعور اور مشاہدے کو بھی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے کہ فن کار از خود کیا دیکھنا چاہتا ہے۔ ناول نگار زندگی کے مختلف پہلوؤں کو برت رہا ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ کوئی ایک پہلو زیادہ اہمیت اختیار کر جائے اور باقیوں کی نقوش مدھم ٹھہریں تاہم ناول مکمل زندگی کا احاطہ کسی نہ کسی طور پر کرتا ہے۔ جیسا کہ مصنفین ناول کیا ہے؟ لکھتے ہیں:

> "ناول میں زندگی کا نقشہ نہیں بلکہ زندگی کی نئے سرے سے تخلیق ملتی ہے، یہ زندگی کو اس طرح خلق کرتی ہے کہ جو چیز زندگی میں موجود نہیں ہوتی ہے وہ ظاہر ہو جاتی ہے اس چیز کو ہم تشریح، فیصلہ، اشارہ یا قدر کہہ سکتے ہیں۔ بہر حال یہ وہ چیز ہے جو ناول کے لیے ذریعہ ظاہر ہونے والی زندگی کو ایک خاص معنی اور اہمیت دے دیتی ہے۔"[۳]

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

ناول اور زندگی کی عکاسی سے متعلق مباحث آئندہ صفحات میں آئیں گے یہاں فقط ناول کے اجزا کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا۔ناول کے لیے قصہ، کردار، ماحول اور پیش کش اہم ہیں۔ قصہ اس کی بنیادی ضرورت ہے لیکن وہ کرداروں کے ذریعے روبہ عمل آتا ہے اور کردار کسی خاص ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں اور پیش کش دراصل فن کار کا فن ہے یا سلیقہ ہے جو وہ ماجرا کہتے ہوئے برتتا ہے۔ناول اگر زندگی کی جہات اپنے اندر تخلیقی سطح پر سمو کر نہیں لاتا تو وہ ادبیت کے دائرے سے نکل جائے گا۔ جیسا کہ سید محمد عقیل نے وضاحت کی ہے:

> "اگر ان سب میں (قصہ، کردار، ماحول اور پیش کش) زندگی کے تقاضے، نئی قدریں، ان کے برتنے کا سلیقہ، مختلف الجہاتی حقیقتوں کا ادراک، ان سے قربت اور پھر فنی تخلیقیت نہ ہو تو قصہ اور اس میں بیان کیے ہوئے واقعات، سب اپنی ادبی حیثیت اور حقیقت کھو دیتے ہیں۔"(۴)

ادب زندگی کا عکاس ہوتا ہے لیکن اس کی پہلی شرط ادبیت ہے۔ ماہرین علم انسانیات کا خیال ہے کہ ادب ابتدائی انسان کی رسوم سے فروغ پذیر ہوا اور یہ رسوم از خود فرد کی زندگی اور اس کے جمالیاتی تجربے سے پھوٹتی ہیں بلکہ زندگی کی جمالیات کو بڑھانے کی عامل ہوتی ہیں۔ گویا ادب سماجی تبدیلی کے محرکات کو نہ صرف منعکس کرتا ہے بلکہ اس تبدیلی کے عمل میں شریک کار بھی ہوتا ہے۔ یہاں نظریہ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے یعنی آنے والی تبدیلی کی کوئی خاص سمت ہوگی یا سماج میں تغیر پیدا کرنے والے عوامل کوئی مخصوص تبدیلی چاہتے ہوں گے تو ایسے میں نظریے کی آمریت سے گلوخلاصی ممکن نہیں رہتی۔ البتہ ادب یا فن کی بنیادی ماہیت اس تبدیلی کے امکانات کو آزمانے میں پوشیدہ ہے جس کے نتیجے میں فرد کی زندگی پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صدیق کلیم "ادب اور مقصدیت" کے ذیل میں فن کی اہمیت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "بہر حال فن کی حقیقی ماہیت اسی میں ہے کہ وہ نہ صرف ہماری روحانی زندگی کو بلکہ ہماری روزمرہ کی مادی زندگی کو بھی تقویت بخشتا ہے، جلا دیتا ہے اور آگے بڑھاتا ہے۔ فن کار کا تجربہ اپنی ماہیت میں ذاتی خواہش سے پیدا ہوتا ہے اور ایسے ہی مبصرین کا بھی، لیکن یہی تجربہ بیک وقت تخیلی ہونے کے باوصف ہماری تمام شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے اور ایسے اپنی شہرت اور ہمہ گیریت کے سبب ہماری روزمرہ زندگی کے لیے شخصیت کی تمام سطحوں پر موثر ثابت ہوتا ہے۔"(۵)

ادب اور اس کے مقاصد سردست موضوع نہیں ہیں لیکن ادب کا مفصل اظہار چونکہ ناول میں ہوتا ہے تو یہ دیکھنا مقصود ہے کہ کیا ناول ہر صورت میں مقصدی ہونا چاہیے؟ حظ یا انبساط کا حصول بھی تو ادب کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ لیکن شار حین ادب نے ادب کے لیے کسی اخلاقی جواز کو لازمی قرار دیا ہے، جیسا کہ شہزاد منظر کے ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہے:

> "ادب کا مقصد جب تخلیق کی مسرت، تزکیہ نفس اور حیات و کائنات کی تعبیر و تفہیم ہو تو مصنف کا زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں ایک مخصوص نظریے کا ہونا اور بھی ضروری ہو جاتا

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

> ہے۔۔۔ادب عالیہ کی تخلیق کے لیے مصنف کا زندگی کے بارے میں مخصوص نقطہ نظر یہ الفاظ دیگر نظریہ حیات رکھنا۔۔۔ دنیا میں آج تک نظریہ حیات کے بغیر کوئی اعلیٰ ادب تخلیق نہیں ہوا۔"(۶)

ادیب کے نظریہ حیات کی بات درست سہی لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا زندگی بذات خود کوئی مخصوص زاویہ نظر رکھتی ہے؟ کیا زندگی کو محض اجزا میں منقسم کر کے دیکھا جائے؟ یا اس کی کوئی کلیت ہے؟ کیا ادیب کے لیے زندگی سے وابستہ ہونا کوئی نظریہ کہلائے گا یا کسی مخصوص آدرش جیسے، جدیدیت، ترقی پسندی، اشتراکیت، سرمایہ داری وغیرہ سے وابستگی سے ہی اس کا نظریہ حیات تشکیل پائے گا؟ راقم کا خیال ہے کہ ادب چونکہ بقول آرنلڈ ''تنقید حیات'' ہے تو نظریہ حیات بھی زندگی کی اجتماعیت سے کشید ہو گا اسے کسی مخصوص ازم، (Ism) کی عینک سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اس مؤقف کی تائید مزید سید محمد عقیل کے اس اقتباس سے بھی ہوتی ہے:

> "انسانی سوسائٹی نے جو کچھ بھی کارنامے انجام دیئے ہیں یا جن کے انسان خواہش مند ہیں یا جو کمیاں اس سماج میں رہی ہیں یا ہیں، ان کی نشاندہی کر کے، ان سے نپٹنے کی تمنا اور پھر ایک اچھی سوسائٹی کی تشکیل، جو استحصال اور جبر سے پاک ہو اور ایک آزاد فضا میں، انسانوں کو بڑھنے پھیلنے کے مواقع ہاتھ آئیں۔ یہی تو ناول نگار کا نارمل مقصد حیات ہو سکتا ہے۔ عظیم ناول نگار سوسائٹی کی تہوں میں ڈوب کر اس کرب، ان کمیوں اور تمناؤں کو تلاش کرتا ہے جو حیات انسانی کو ایک نیا شعور ایک نئی تعین سمت (Orientation) اور وژن عطا کریں۔ لیکن اگر کسی ناول نگار کی تخلیق میں ایسے مسائل یا حقیقتوں کا ادراک نہیں تو پھر ناول اور بیانیہ سطحی اور محض سستی لذت کے مظہر بنتے ہیں۔"(۷)

سید محمد عقیل نے ''نظریہ حیات'' کی درست تشخیص کی ہے۔ گویا نظریہ حیات کا قطعاً مقصد کسی خاص 'ازم' کی جگالی کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے اوپر اٹھ کر زندگی کی مجموعی کیفیت کو گرفت میں لینا ہے۔ ممکن ہے اور یقیناً ایسا ہے کہ ناول نگار زندگی کے کسی مخصوص نصب العین کو ہی زندگی کے آلام و مصائب کم کرنے اور اسے خوش حال بنانے کے لیے ضروری خیال کرتا ہو لیکن تخلیق ناول میں دیگر کئی پہلو خود بخود ہمراہ چلے آتے ہیں۔ مثلاً ''لندن کی ایک رات'' کے مصنف سجاد ظہیر ترقی پسند خیالات کے شدت سے حامی تھے مگر کیا ناول پر محض مارکسی، اشتراکی، حقیقت نگاری یا ترقی پسندی کے اثرات ہیں؟ کیا اس ناول میں کرداروں کی نفسیاتی دروں بینی، نو آبادیاتی کشمکش، جدید زندگی کے مسائل، مذہب اور اس کے اثرات، محبت، حقارت، رقابت، جنسی مسائل، شعور و لاشعور اور اجتماعی لاشعور کے گرہیں اور ایسے زندگی سے متعلق دیگر کئی تصورات در نہیں آئے؟ اور اب اگر ناول کا مطالعہ محض ترقی پسند افکار کی روشنی میں کیا جائے گا تو کیا ناول کی تمام جہات قاری پر منکشف ہو سکیں گی؟ اور کیا خود ناول نگار کا مقصد فقط یہ تھا کہ ایک ایسے کردار کی ذہنی الجھنیں محض حقیقت نگاری کے راستے بیان کی جائیں جو ہندوستان کی زندگی اور اپنے آقاؤں کے وطن کی زندگی میں محسوس کر رہا ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے تو ناول کو پرکھنے، تجزیہ فن کرنے، ماجرا کی گرہیں کھولنے، قصہ کے داخلی و خارجی عوامل کا جائزہ لینے، کرداروں کی کشمکش کو سمجھنے اور ماحول

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

کو جاننے، معاشرت سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے دیگر پیمانے وضع کرنا پڑیں گے اور پہلے سے وضع شدہ پیمانوں کو کارنس پر سجانا ہو گا۔ ناول کی تمام گرہوں کی نقاب کشائی، تجزیہ اور تنقید کے لیے ''عصریت'' ہی ایسا پیمانہ ہے جو تنقید ناول کے نئے روزن وا کر سکتی ہے۔ کیونکہ ناول زندگی کو اس کی تمام جزئیات سمیت زیر بحث لاتا ہے اس لیے اسے پرکھنے کے لیے بھی ایک وسیع زاویہ نظر درکار ہو گا:

> "ناول میں انسان اور اس کا معاشرہ اور اس کی کائنات اپنی سچی اور باطنی روشنی میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی روشنی میں جس میں دوسروں کے ساتھ انسان کا اپنا تعلق ظاہر ہوتا ہے، ناول میں کوئی نیا خیال یا زندگی کا کوئی نیا پہلو ضرور پیش کیا جاتا ہے، جن قوتوں سے دنیا کی تعمیر اور تخریب ہوتی ہے ناول نگار ان قوتوں کے پس منظر میں انسان اور اس کے معاشرے کو دیکھتا ہے اور ان چھپی ہوئی حقیقتوں کو پیش کرتا ہے جو ہم اپنی روزمرہ زندگی میں نہیں دیکھتے۔"(۸)

عصریت (Contemporaneity) ہی ایسا زاویہ نظر ہے جو ناول میں موجود تعمیر اور تخریب کی قوتوں اور ان کے عوامل کا ادراک کر سکتا ہے۔ کیوں کہ جب ناول پر کوئی نظریہ لاد دیا جائے تو وہ ناول نہیں رہے گا بلکہ پارٹی منشور بن جائے گا، گویا ناول کی تنقید کو نظریاتی جکڑ بندی بلکہ نظریے کی آمریت سے آزاد ہونا چاہیے اس لیے بھی ''عصریت'' (Contemporaneity) بطور تنقیدی زاویہ ناول میں برتا جانا چاہیے۔ عصریت کیا ہے؟ جب سماج کے تمام محرکات کا جائزہ لیا جائے گو یا ایک سماج کے عصر، تاریخ، سیاست، معاشرت، معیشت، جغرافیائی ماحول، عالمی صورتحال، مذہب، تہذیب، نفسیاتی عوامل اور ایسے دیگر محرکات جو سماج پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں، کا جائزہ لیا جائے اور ان کی تفہیم کے بعد ان کی روشنی میں ناول کو پرکھا جائے تو یہ عصریتی تنقیدی مزاج کہلائے گا۔ مثلاً ''اداس نسلیں'' ناول کا زمانہ ۱۸۵۷ء سے آغاز ہو کر ۱۹۴۷ء کے آس پاس ختم ہوتا ہے، اب اس عہد میں آنے والی تبدیلیاں، سیاسی حالات، عالمی جنگوں کے مسائل اور ان کے اثرات، تحریک آزادی، صنعتی بے روزگاری اور پھر مشینی عہد کا آغاز اور اس کے مسائل، سماجی شعور، تاریخی شعور، تہذیبی و ثقافتی عوامل، مذہب اور جدید علوم کے ٹکراؤ کے نتائج، تقسیم، فسادات، ہجرت اور ان سب کے سماجی، ثقافتی اور بالخصوص نفسیاتی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ناول کا تجزیہ کیا جائے تو وہ عصری تنقیدی زاویہ ہو گا یا اس تجزیاتی عمل کو عصریت (Contemporaneity) کہا جائے گا۔

عصریت مزاج تنقید کا ماحول اور مسالہ خود ناول کے اندر سے دریافت ہو گا۔ مثلاً ناول میں برتا جانے والا زمانہ، تہذیب، فکری تصورات، کرداروں کا سماجی ماحول اور نفسیاتی محرکات، قومی و بین الاقوامی سیاست، علوم اور ان کے اثرات از خود ناول کے لیے تنقیدی راستے مہیا کر دیں گے۔ یوں ناول کو نظریے کی آمریت سے نکل کر جانچنا اور اس کا تجزیہ کرنا اور اس کے ذریعے کسی خاص عصر کی معلومات یا تاریخ اخذ کرنا سہل ہو جائے گا۔

ناول کو بالعموم زندگی کی تصویر یا حقیقی عکاسی کہا جاتا ہے لیکن اگر دنیا کے بڑے ناولوں جیسے ''جنگ اور امن'' یا ''کرامازوف برادران'' وغیرہ کا بھی جائزہ لیں تو زندگی اور ناول کی پیش کردہ زندگی میں فرق نظر آئے گا تو ایسی صورت میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ نظریے کی آہنی دیوار توڑ کر ناول کو جانچا جائے؟ زندگی اور ناول کی زندگی میں موجود امتیاز کو ڈاکٹر عبدالسلام نے یوں واضح کیا ہے:

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

"ناول والی زندگی مرتب اور منظم ہوتی ہے۔ اس کے مختلف واقعات کے مابین ایک رشتہ پایا جاتا ہے۔ عموماً یہ رشتہ علیت کا ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی کے مختلف واقعات کے مابین کسی رشتہ کا پایا جانا ضروری نہیں۔ حقیقی زندگی میں یہ ضروری نہیں ہے کہ افراد زندگی کے مختلف امور کے بارے میں واضح نقطہ نظر رکھتے ہوں۔ ان کی زندگی گزارنے کے کچھ اصول ہوں۔ ان کے عمل کے ساتھ کوئی قدر وابستہ ہو۔ یہ زندگی بے ہنگم اور غیر مربوط ہوتی ہے یہاں واقعات اکثر اتفاقات کی پیداوار ہوتے ہیں۔"(۹)

یعنی ناول زندگی کی بار دگر تخلیق ہے۔ یہی بات احسن فاروقی نے بھی کی ہے:

"ناول اہم ترین فن ہے جو نثر کی ہر صنف کو اپنے اندر لے لیتا ہے اور ہر صنف پر حاوی ہوتا ہے یہ بات بھی ضروری ہے کہ یہ فن ہے، یعنی زندگی کی محض ترجمانی بلکہ زندگی کی ایک اہم فرد کی نظر کے مطابق تخلیق ہے۔"(۱۰)

درج بالا دونوں اقتباسات زندگی کی بار دگر تخلیق کو ناول کا منصب خیال کرتے ہیں۔ عصریت کے تنقیدی زاویے کو یہ امر مزید سہولت بہم پہنچاتا ہے کیونکہ زندگی جیسی ہے ویسی پیش کر دینے سے جامد عکاسی (Still Photography) کا تصور ابھرتا ہے اور نقل کی نقل کے تصور کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جبکہ بقول ارسطو تخلیق ادب میں ایک شے زائد ہوتی ہے جو اسے اعلیٰ ادب کا حصہ بناتی ہے اس طرح وہ محض نقل نہیں رہ جاتا۔ عصریت اسی شے زائد کے محرکات و عوامل تلاش کرتی ہے اور ان کے ذریعے ناول کی پیش کردہ زندگی کو جانچتی ہے۔ یہیں ایک اور پہلو کا جائزہ لینے کے بعد عصریت تنقیدی زاویے کا محاکمہ کیا جاسکے گا اور وہ پہلو تخلیق کار کا کسی خاص نظریے سے اپنی وابستگی کا اظہار ہے۔ شہزاد منظر نے اس کی توجیح یوں کی ہے:

"ہر شخص کے لیے خواہ وہ ادیب ہو یا شاعر، حقیقت کو اپنے طور پر سمجھنا اور اس کی تہہ تک پہنچ کر نظریہ وضع کرنا ممکن نہیں ہے اسی لیے عام لوگ (جن میں ادیب و شاعر بھی شامل ہیں) زندگی کے بارے میں کسی نہ کسی مروجہ نظریے کو قبول کر لیتے ہیں اور اس نظریے کی اور اپنے عملی تجربات کی روشنی میں حقیقت کو سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی ادیب اپنی صوابدید کے مطابق کسی مروجہ نظریے کو قبول کر کے اسے اپنی تخلیقات میں خوبصورتی اور فن کارانہ چابک دستی سے پیش کرتا ہے تو اس میں عیب کیا ہے؟"(۱۱)

یقیناً فن کار اگر اپنا کوئی مخصوص یا پہلے سے وضع کردہ نقطہ نظر اپنا لیتا ہے تو اس میں کوئی فنی عیب نہیں ہے البتہ اس سے زندگی کو کسی خاص یا پابند زاویہ نظر سے دیکھنے اور اسے ہی حتمی سمجھنے کا رویہ یا "عیب" پیدا ہو جائے گا۔ یہاں "ادب کی موت" کے بعد "نظریے کی موت" کا اعلان کرنا مقصود نہیں گو کہ مابعد جدید مباحث نے اپنی منہاج میں یہی فریضہ انجام دے دیا ہے، فقط اس امر کی

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

وضاحت مقصود ہے کہ کسی خاص نظریے کی چھڑی سے ہانکنے سے تخلیق کار مبلغ اور مصلح کے درجے پر جا پہنچے گا۔ ویسے بھی نظریہ ایک ایسی کسوٹی بنانے پر زور دیتا ہے جس میں فن پارے کو کس کر دیکھنے سے نقاد اس کے متعلق منفی یا مثبت فیصلہ صادر کرنے پر مجبور ہو گا اور اس کا یہ فیصلہ اضافی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ ہمارے ادب میں تو ویسے ہی تنقیدی نظریات مستعار ہیں اور ان کے ہمارے سماجی ماحول سے مطابقت کے پہلو ہنوز وضاحت طلب ہیں۔ نظریاتی تنقید کے نقصانات گنواتے ہوئے ایک اہم پہلو کی طرف ڈاکٹر انور سدید یوں توجہ دلاتے ہیں:

> "نظریاتی تنقید۔۔۔نے نقاد کو کسی حد تک متعصب بنا کر اسے جانبداری کا شکار بھی کیا ہے۔ اس قسم کی تنقید میں چونکہ نقاد کا ایمان نظریے پر زیادہ پختہ ہوتا ہے اس لیے وہ بہر لحاظ نظریے کی صداقت اور فوقیت کو ثابت کرنے پر ہی سارا زور بیان صرف کر ڈالتا ہے اور اکثر فن پارے کے محاسن و معائب ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔۔۔ نظریاتی تنقید کی شدت اور قطعیت نے زبان کی لطافت کو بھی مجروح کیا ہے اور ادب کے مباحث میں ایک خشک اور بے رنگ اسلوب کو فروغ دیا ہے۔"(۱۲)

گویا عصریت سے ہی یہ ممکن ہے کہ نظریے کی شدت کو ایک طرف کر کے ادب کا مطالعہ اس کے ماحول، سماجی شعور، عصری شعور، آفاقی اقدار، تاریخی عمل کی روشنی میں کیا جائے۔ یوں نقاد تخلیق کار کا رہنما نہیں بنے گا بلکہ اس کا شارح رہے گا۔ کیونکہ نقاد کے ذمہ بقول میتھیو آرنلڈ سماج کے اہم رجحانات کا سراغ لگانا ہوتا ہے اور انہیں رواج دینا بھی اس کے منصبی فرائض میں شامل ہے۔ یوں کوئی بھی نظریہ اگر روبہ عمل ہوگا تو وہ ادیب کو آزادی اظہار کی زیادہ اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ جو ادب اس مخصوص نظریے کی کسوٹی پر پورا نہیں اترے گا وہ ادب نہیں ہو گا۔

آج کے اس بین الاقوامیت کے عہد میں نظریہ سازی اہم بھی نہیں رہی۔ نئی نئی ایجادات انسانی تصورات کو پل پل بدلے دیئے جا رہی ہیں۔ سو اب ادیب سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی ایک نظریے کے کھونٹے سے بندھا رہے عبث ہے۔ یہی صورتحال نقاد کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ سو بھی عصریت ناول کو پرکھنے کا بہترین تنقیدی آلہ یا زاویہ ہے۔ ادب تطہیر نفس یا تزکیہ نفس کا بھی ذریعہ ہے سو ادیب کا مصلح بن جانا بھی عیب نہیں تو یہ واضح رہے کہ محض تبلیغ یا محض اصلاح ادبیت کو نقصان پہنچاتی ہے اس لیے ناول جیسی صنف کا احاطہ کرتے ہوئے رائج ادبی نظریات کے ساتھ ساتھ ناول کے اپنے اندر موجود ماحول اور کشمکش سے بھی تنقیدی اصول وضع کیے جا سکتے ہیں اور یہی عصریت ہے ورنہ کسی خاص نظریے سے ادبی تخلیقات کو پرکھنے کی صورت میں کئی غلط مباحث جنم لیں گے۔ مثلاً ترقی پسند نظریہ ادب ایسے ہر ادب کو متروک قرار دینے پر زور دے گا جو اس کے منشور کے مطابق نہیں ہو گا۔ گویا ادب کو محض اقتصادی مسائل اور طبقاتی کشمکش کو موضوع بنانا چاہیے۔ جیسے سرمایہ داریت میں انسانی شعور کا بڑا حصہ زندگی کی جدوجہد یعنی زندہ رہنے کی تگ و دو پر مرتکز رہتا ہے اور نفسیاتی عوامل محض فرد کی مجہول حرکات کے تجزیے تک محدود ہو جاتے ہیں اور جدیدیت فرد کی نفسی الجھنوں کی پیش کش سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یوں ادب کی تفہیم میں دشواریاں پیدا ہوں گی۔ عصریت ایسا نقطہ نظر ہے جو ان دشواریوں کو ہموار راستہ مہیا کرتا ہے اور

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

نظریے کی آمریت اور جکڑ بندی سے ناول کو نکال کر آزاد فضا میں سانس لینے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ فرد یا قوم کے ذہنی عوامل کا تعین فقط ذرائع پیداوار نہیں کرتے اس کا ماحول، تہذیب، نفسیاتی محرکات، تاریخی اثرات بھی اہمیت رکھتے ہیں اور عصریت ناول کو اس کے ماحول، اس میں پیش کی گئی ثقافت، تہذیب، تاریخ، مذہب، طبعی عوامل وغیرہ کے ساتھ پرکھتی ہے۔ کوئی بھی فنکار اپنے جذبات و احساسات کا مکمل یا ارفع اظہار اسی وقت کر سکے گا جب وہ اپنی آہنی شخصیت کا خول توڑ کر نکلے گا اور معاشرے کے ساتھ باہمی موافقت کا رشتہ استوار کرلے گا۔ یہی عمل نقاد کے لیے بھی ضروری ہے کیونکہ وہ تو بقول ایلیٹ تخلیق کی بازیافت کر رہا ہوتا ہے۔ ناول کسی سماج کی تاریخ، تہذیب، سماجی ماحول اور دیگر فکری و طبعی عوامل کا عکاس ہوتا ہے بلکہ نقاد بھی ہوتا ہے اور انہیں محفوظ بھی بناتا ہے۔ اگرچہ کسی سماج کے اجتماعی یا انفرادی تخیل کی بلند پروازی کا اندازہ اس کی شاعری سے ہوتا ہے مگر اس سماج کی تہذیبی روح اس کے فکشن بالخصوص ناول سے جھلکتی ہے۔ سماج میں بدلاؤ کیسے پیدا ہو رہا ہے، کون سے عوامل اس تغیر کا سبب بن رہے ہیں، سائنسی اثرات کیسے اور کیونکر مرتب رہے ہیں، طبقاتی آویزش کیا رخ اختیار کرنے والی ہے، سیاسی شعور اور بلوغت کی سطح اور جدید سرمایہ داری و صنعتی تمدن اخلاقیات کے کون سے ضابطے متعین کر رہا ہے؟ ان سب عناصر کی تصویر ناول میں ملتی ہے اور ان کی تعبیر و تشریح کے لیے عصریت ہی ایسا تنقیدی زاویہ ہے جو ان سب عوامل کو اپنے احاطہ میں سمو سکتی ہے۔ تاہم پھر بھی آئندہ کے لیے ایک نیا سوال زیر بحث آسکتا ہے کہ عصریت ہی کسی نئے نظریے کا روپ دھار کر خود نظریے کی آمریت کا شکار نہ ہو جائے۔ اس امکان کو کھلا رکھنا ہی مناسب رویہ ہوگا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار، ماجرا سرائے پبلی کیشنز، کراچی، اشاعت اول، ۲۰۰۸ء، ص ۲۳۷
۲۔ قمر جمیل، ناول کی سچوئیشن، ایک جائزہ، مشمولہ: ماہنامہ "سیپ"، شمارہ ۵۳، ستمبر-اکتوبر ۱۹۸۸ء، مدیر: نسیم درانی سیپ پبلی کیشنز، کراچی، ص ۱۴۲
۳۔ محمد احسن فاروقی، ڈاکٹر، سید نور الحسن ہاشمی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟ درد اکادمی، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۴۹
۴۔ محمد عقیل، سید، جدید ناول کا فن (اردو ناول کے تناظر میں) نیا سفر پبلی کیشنز، الہ آباد (انڈیا)، نومبر ۱۹۹۷ء، ص ۱۷
۵۔ صدیق کلیم، فکر سخن، مجلس ترقی ادب، لاہور، اشاعت اول، ۲۰۰۸ء، ص ۲۱۰
۶۔ شہزاد منظر، رد عمل (تنقید)، منظر پبلی کیشنز، کراچی، طبع اول، ۱۹۸۵ء، ص ۹۴
۷۔ محمد عقیل، سید، جدید ناول کا فن، (اُردو ناول کے تناظر میں)، ص ۳۴
۸۔ قمر جمیل، ناول کی سچوئیشن، ایک جائزہ، مشمولہ: سیپ، شمارہ ۴۷، جولائی، اگست، ۱۹۸۴ء مدیر: نسیم درانی، سیپ پبلی کیشنز، کراچی، ص ۱۴۴
۹۔ عبد السلام، ڈاکٹر، فن ناول نگاری، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، طبع اول، ۱۹۹۹ء، ص ۳۳
۱۰۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ادبی تخلیق اور ناول، مکتبہ اسلوب، کراچی، طبع اول، ۱۹۶۳ء، ص ۲۱

۱۱۔ شہزاد منظر، رد عمل (تنقید)، ص۹۹

۱۲۔ انور سدید، ڈاکٹر، مباحثہ، مشمولہ: سوال یہ ہے، مرتبہ: نوشی انجم، بیکن بکس، ملتان، ۲۰۰۴ء، ص۳۰۹

References in Roman Script:

1. Mumtaz Ahmad Khan, Dr., *Urdu Novel ke Hama Geer Sarokar*, Majra Sarai Publications, Karachi, Asha'at-e-Awwal, 2008, p.237
2. Qamar Jameel, *Novel ki Situation: Ek Jaiza*, Mashmoola: Mahnama "Saip", Shumara 53, September-October 1988, Mudeer: Naseem Durrani, Saip Publications, Karachi, p.142
3. Muhammad Ahsan Farooqi, Dr., Syed Noor-ul-Hasan Hashmi, Dr., *Novel Kya Hai?*, Dard Academy, Lahore, 1964, p.49
4. Muhammad Aqeel, Syed, *Jadeed Novel ka Fun (Urdu Novel ke Tanazur mein)*, Naya Safar Publications, Allahabad (India), November 1997, p.17
5. Siddiq Kaleem, *Fikr-o-Sukhan*, Majlis Taraqqi Adab, Lahore, Asha'at-e-Awwal, 2008, p.210
6. Shehzad Manzar, *Rad-e-Amal (Tanqeed)*, Manzar Publications, Karachi, Taba' Awwal, 1985, p.94
7. Muhammad Aqeel, Syed, *Jadeed Novel ka Fun (Urdu Novel ke Tanazur mein)*, p.34
8. Qamar Jameel, *Novel ki Situation: Ek Jaiza*, Mashmoola: *Saip*, Shumara 47, July-August 1984, Mudeer: Naseem Durrani, Saip Publications, Karachi, p.144
9. Abdul Salam, Dr., *Fun-e-Novel Nigari*, Urdu Academy Sindh, Karachi, Taba' Awwal, 1999, p.33
10. Ahsan Farooqi, Dr., *Adabi Takhleeq aur Novel*, Maktaba Asloob, Karachi, Taba' Awwal, 1963, p.21
11. Shehzad Manzar, *Rad-e-Amal (Tanqeed)*, p.99
12. Anwar Sadeed, Dr., *Mubahisa*, Mashmoola: *Sawal Ye Hai*, Murattiba: Noshi Anjum, Beacon Books, Multan, 2004, p.309

Dr. Kamran Abbas Kazmi is an Assistant Professor in the Department of Urdu at the International Islamic University, Islamabad, Pakistan. He is also currently serving as the Chairman of the Urdu Department at the same university. Dr. Kazmi earned his PhD from the Federal Urdu University of Arts, Sciences & Technology, Islamabad, with a specialization in Urdu fiction and poetry. He has authored one book and published fifteen articles.